بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

نگران: مبارک احمد تنویر مربی سلسلہ، انچارج شعبہ تصنیف۔ مدیر: نعیم احمد نیّر۔ معاون: مرزا عبدالحق۔ کمپوزنگ: کاشف محمود۔ پروف ریڈنگ: م شاہین

جلد نمبر 16 ماہ شہادت، 1390 ہجری شمسی بمطابق اپریل 2011ء۔ شمارہ نمبر 5

قرآن کریم

ترجمہ: ’’مال اور بیٹے اس ورلی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک (اور مناسب حال) کام (ہی جوان چیزوں سے لیئے جائیں) تیرے رب کے نزدیک بدلہ کے لحاظ سے (بھی) بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے (بھی) بہتر ہیں‘‘۔ (سورۃ الکھف، آیت 47)

حدیث

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر تین عمل ختم نہیں ہوتے۔ اوّل صدقہ جاریہ، دوسرے ایسا علم جس سے فائدہ اُٹھایا جائے، تیسرے ایسی نیک اولاد جو اس کے لیئے دُعا کرے‘‘۔

(مسلم کتاب الوصیة باب ما یلحق ا لانسان من ا لثواب بعد وفات، بحوالہ حدیقة الصالحین،
حدیث نمبر 625 ص484،)

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر حالات زندگی، آپ کی تحریکات، نصائح، مجالسِ عرفان

18 دسمبر 1928ء وہ مبارک گھڑی تھی جب حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے گھر قادیان میں آپ کی تیسری زوجہ حضرت سیّدہ مریم بیگمؓ کے بطن سے ایک بچے کی پیدائش ہوئی جس کا نام ’’طاہر احمد‘‘ رکھا گیا۔ آپؒ کی والدہ آپ کے خادمِ دین، عابد و زاہد ہونے کے لیئے دُعائیں کرتیں تھیں۔ یہی بچہ خدمت دین کی اہم ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے بڑا ہو کر ایک عظیم اور مطہّر وجود بنا، لاکھوں دلوں کی دھڑکن بنا اور خلافت کے مقدّس منصب پر فائز ہوا، یعنی سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔

آپ کا بچپن

آپؒ بچپن میں بھی بڑی توجہ سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور دیکھنے والے کو صاف محسوس ہوتا کہ تلاوت کرتے وقت آپ کو دلی خوشی اور لذت محسوس ہو رہی ہے قرآن کریم کے ترجمہ کے بارہ میں آپؒ نے فرمایا؛ یہ تو میں نے خود ہی پڑھا ہے۔ کلاس میں تو ہم پڑھا کرتے تھے، استاد بھی پڑھایا کرتے تھے مگر اصل ترجمہ میں نے خود ہی پڑھا ہے۔(

تہجد کے شوق کے بارہ میں فرمایا؛ مجھے تو چھوٹی عمر سے شوق تھا........ بچپن سے ہی خدا نے دل میں ڈال دیا تھا کہ تہجد ضرور پڑھنی چاہیے۔

فرمایا؛ جب میں بچپن میں بھی دعا کرتا تھا تو اسے قبولیت کا شرف حاصل ہو جاتا۔ پھر میری عاجزانہ دعائیں کثرت سے قبول ہونے لگیں حتیٰ کہ وہ وقت بھی آن پہنچا جب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے براہ راست اپنے الہام کے انعام سے سرفراز فرمادیا۔

فرمایا؛ میری والدہ محترمہ نے جو عظیم احسانات ہم پر کیئے ان میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنے پاس سے کچھ دینے کے عمل اور اس کی لذت سے روشناس کرادیا۔ (ماخذ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷ دسمبر ۲۰۰۳ء، سیدنا طاہرؒ نمبر)

خلافت سے پہلے آپ کی خدمات

آپ نے 1944ء میں تعلیم الاسلام سکول سے میٹرک کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف، ایس، سی اور بی، اے پرائیویٹ پاس کیا۔

7 دسمبر 1949ء کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور 1953ء میں جامعہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے لنڈن یونیورسٹی کے School of Oriental Studies میں تعلیم حاصل کی۔

1966ء تا 1969ء آپ بطور صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمات بجا لاتے رہے۔ آپ وقف جدید انجمن احمدیہ کے سب سے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ اس عہدہ پر آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے تک فائز رہے۔

1970ء میں ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن کے طور پر تقرّری ہوئی۔ 1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قیادت میں قومی اسمبلی میں شریک ہونے والے احمدیہ وفد میں شمولیت فرمائی۔ یکم جنوری 1979ء کو صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے عہدے پر آپؒ کا انتخاب ہوا۔

خلافت ثالثہ کے دور میں آپؒ لمبا عرصہ ناظم لنگر خانہ دارالعلوم پھر بعد میں نائب افسر جلسہ سالانہ رہے۔

عائلی زندگی

مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کو آپؒ کا نکاح ہمراہ محترمہ آصفہ بیگم صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب سے پڑھا گیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں سے نوازا۔‘‘

آپ کی ایک صاحبزادی کہتی ہیں: ’’آپ مذاق کرتے وقت بھی کبھی مبالغہ آرائی اور غلط بیانی سے کام نہیں لیتے اور مذاق میں بھی سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ آپ کچھ بھی کہیں، کوئی بات بھی کیوں نہ ہو، آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آپ سے پورے اعتماد سے بات کر سکتے ہیں۔ (ایک مردِ خدا سے مخلّص، ص ۲۰۸)

انتخاب خلافت

10 جون 1982ء کو مسجد مبارک ربوہ میں بعد نماز ظہر اللہ تعالیٰ نے مجلس انتخاب کے ذریعہ، آپؒ کو خلافت کے منصب پر فائز فرمایا۔

حضورؒ نے متعدد مواقع پر ارشاد فرمایا کہ آپ کے دور خلافت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مبارک دور سے خاص مماثلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۲ء میں مامور فرمایا اور ٹھیک سو سال بعد ۱۹۸۲ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا۔

خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی مصروفیات

آپ کے ایک دن کی مصروفیت غیر معمولی تھی۔ برطانیہ کے ایک رسالہ میں اہم شخصیات کے انٹرویو چھپتے تھے اس کالم کا نام تھا ’’زندگی کا ایک دن‘‘۔ جب آپ کا انٹرویو چھپا تو آپ کی مصروفیات سے متاثر ہو کر انہوں نے آپ کے لئے کالم کا نام بدل دیا اور لکھا ’’ایک دن میں زندگی‘‘۔

آپؒ کی چند تحریکات

آپؒ کے دور کی تحریکات میں سے کچھ یہ ہیں۔

بیوت الحمد۔ داعی الیٰ اللہ بننے کی تحریک ۔ وقف نو جرمنی میں سو مساجد۔ وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی تحریک تحریک جدید دفتر اول، دوئم کو تا قیامت جاری رکھنے کی تحریک۔ بدرسوم کے خلاف جہاد و مساجد کے قیام کی تحریک۔ برطانیہ میں اور جرمنی میں دو نئے مراکز قائم کرنے کی تحریک ۔ نستعلیق کتابت کے لیے کمپیوٹر کی خرید۔ تحریک جدید دفتر چہارم کا آغاز ۔ وقف جدید کو عالمگیر کرنے کا اعلان۔ سیدنا بلالؓ فنڈ کا قیام۔ صد سالہ جوبلی پر ہر ملک میں ایک یادگار عمارت بنائی جائے۔ ہر احمدی گھرانہ ڈش انٹینا لگائے۔ خدمت خلق کی عالمی تنظیم کا اجراء۔ مریم شادی فنڈ کا اجراء۔ احمدی خاندان اپنی تاریخ مرتب کریں

آپؒ کی تصانیف و علمی کارہائے نمایاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ انقلاب انگیز لٹریچر قبولیت کی سند عام حاصل کر چکا ہے اور مغرب و مشرق کے دانشوروں اور مفکروں نے اسے زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی متعدد تالیفات کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی مطبوعات میں سے کچھ درج ذیل ہے:

مذہب کے نام پر خون 1962ء۔ ورزش کے زینے 1966ء۔ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا 1968ء۔ سوانح فضل عمر جلد اول، جلد دوم...1975ء ۔ رسالہ ’’ربوہ سے تل ابیب تک‘‘ پر تبصرہ...1976ء ۔ وصال ابن مریم مطبوعہ لاہور...1979ء۔ سلمان رشدی کی کتاب پر محققانہ تبصرہ...1989ء۔ خلیج کا بحران اور نظام جہان نو...1992ء۔ ذوق عبادات اور آداب دعا 1993ء قرآن کریم کا اردو ترجمہ، مع حواشی، جولائی 2000ء

باقی ص نمبر ۲ پر

الفضل انٹر نیشنل کا اجراء

آپؒ کے دور میں ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا لنڈن سے اجراء ہوا۔ اسطرح دنیا بھر کے احمدیوں کا آپس میں رابطہ ایک اخبار کے ذریعہ ممکن ہوگیا۔

ہومیو پیتھی سے بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے بہت پہلے ہومیو پیتھی کے ذریعہ مریضوں کا مفت علاج شروع کر دیا تھا اور غرباء ومساکین کے لئے یہ ایک بے بہا نعمت تھی ۔ یہ سلسلہ خلافت کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بھی چلتا رہا۔ آپ کے انسانیت کے نام پر ہیومیو پیتھی (شفاء بالمثل) کے ''ایم ٹی اے'' پر لیکچرز اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ دُنیا بھر کے مریضوں کے لیے کس قدر دل میں درد رکھتے تھے۔

آج بھی سینکڑوں احمدی گواہ ہیں کہ ایلو پیتھک ڈاکٹروں کے لاعلاج بگڑے مریض آپؒ نے خدا کے فضل وکرم سے ٹھیک کئے ہیں۔

آپ کی ہدایت پر مختلف ممالک میں ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں کھولی گئیں جن سے لاکھوں مریض فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل ،ایک عظیم تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کو MTA کا تحفہ عطا فرما کر ترقی کے ایک نئے دَور میں داخل کر دیا، جس کا باقاعدہ آغاز 7 جنوری 1984ء کو ہوا اس کے بعد یکم اپریل 1996ء سے چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت رابعہ کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام (MTA) مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ آسمان سے 175 ممالک کی سرزمین میں گھر گھر پہنچا ۔ چند سالوں میں 16 کروڑ تشنہ روحوں نے اس روحانی چشمہ سے فیض یاب ہوکر مسیح محمدی کی اطاعت میں اپنے سر خالق کائنات کے حضور جُھکا دیئے۔

عالمی بیعت

حضورؒ نے ۱۹۹۹ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر فرمایا؛''ایک سال ہی میں ایک کروڑ سے زائد افراد کے احمدی ہونے کی اطلاع مل چکی ہے۔ آج تک دنیا کے کسی مذہب کو یہ توفیق نہیں مل سکی کہ ایک سال میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ اس مذہب میں شامل ہوئے ہیں۔ عیسائیت اپنی ساری ترقی کے باوجود یہ ثابت نہیں کر سکتی۔ (الفضل ربوہ ۶ اگست ۱۹۹۹ء)

حضورؒ کا ایک کشف

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنا ایک کشف بیان فرماتے ہیں:

''ابھی چند دن پہلے، دوتین دن پہلے کی بات ہے کہ شدید بے چینی اور بے قراری تھی بعض اطلاعات کے نتیجہ میں اور ظہر کے بعد میں ستانے کے لئے لیٹا ہوں تو میرے منہ سے ''جمعہ! جمعہ!'' کے الفاظ نکلے اور ساتھ ہی ایک گھڑی کے ڈائل کے اوپر جہاں دس کا ہندسہ ہے وہاں نہایت ہی روشن حروف میں دس چمکنے لگا اور خواب نہیں تھا بلکہ جاگتے ہوئے ایک کشفی نظارہ تھا اور وہ جو دس دکھائی دے رہا تھا باوجود اس کے کہ وہ دس کے ہندسے پر دس تھا جو گھڑی کے دس ہوتے ہیں لیکن میرے ذہن میں وہ دس تاریخ آرہی تھی کہ Friday the 10th یہ انگریزی میں مَیں کہہ رہا تھا: Friday the 10th اور ویسے وہ گھڑی تھی اور گھڑی کے اوپر دس کا ہندسہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون سا جمعہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے یہ روشن نشان عطا فرمانا ہے۔......(روس میں تبلیغ کے لیئے دروازہ، دیوارِ برلن کے گرنے سے کُھلا ، جو جمعہ کے دن گرائی گئی۔ اور اس طرح یہ کشف ایک جہت سے پورا ہوا، ناقل) (خطباتِ طاہر جلد 3 صفحہ نمبر 777 تا 778)

آپؒ کے جرمنی کے دورہ جات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد جرمنی کے مندرجہ ذیل سالوں میں دورہ جات فرمائے۔

1982ء۔1984ء۔1985ء۔1986ء

1987ء۔1988ء۔1989ء۔1990ء

1991ء۔1992ء۔1993ء۔1994ء

1995ء۔1996ء۔1997ء۔1998ء 1999ء۔2000ء۔2001ء۔

ان میں سے اکثر سالوں میں آپؒ نے دو مرتبہ جرمنی کی سرزمیں کو قدم بوسی کا شرف بخشا۔ اِس دوران جلسہ سالانہ اجتماع انصار اللہ، اجتماع خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ ،مجالس سوال و جواب میں شمولیت فرمائی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت حیات طیبہ کے بے شمار پہلو ہیں اور ہر پہلو ہی نہایت حسین ، دلکش اور دلربا تھا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد سے آپ کا ذاتی تعلق تھا اور کروڑوں دلوں کی آپؒ دھڑکن تھے۔ آپؒ کی نہایت پیاری اور خوشگوار یادیں سب محبّین اور مخلصین کے قلوب واذہان میں خوشبو بن کر مہک رہی ہیں۔ اور ہمیشہ مہکتی رہیں گی کبھی یہ یادیں حسین تذکروں کی صورت میں لبوں پر آتی ہیں اور کبھی آپؒ کے حق میں دعائیں بن کر دلوں سے بخارات کی شکل میں اٹھتی ہیں اور اشکوں کا روپ دھار کر آنکھوں سے چھلکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہر نفسِ مطمئنہ سے ہے کہ ''اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ ؤ اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور تو اللہ تعالیٰ سے راضی ہو اور اے روح مطمئنہ آ ؤ میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور میری جنت میں بسیرا کرلو۔'' ☆ ☆ ☆ ☆

(حوالہ جات کے لیئے دیکھیں صد سالہ خلافت جوبلی سوونیئر جرمنی 2008ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جرمنی میں سوال وجواب کی مجالس

یہ جرمن نوجوان ضرور جیتے گا:

جرمنی میں ایک سوال وجواب کی مجلس کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میں لنڈن ٹی وی پر جرمن کھلاڑی کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ کھیل رہا تھا تو میں نے دعا کی کہ اے خدا اسے جیت عطا فرما۔ میں نے اسی وقت اپنے گھر والوں کو کہہ دیا کہ یہ جرمن نوجوان ضرور جیتے گا کیونکہ مجھے قبولیت دعا کا یقین ہوگیا تھا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے یہ جرمن کھلاڑی جیت گیا۔ آپ لوگ شاید دعا کی حقیقت کو پوری طرح نہ سمجھ سکیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ قبولیت دعا کا معجزہ تھا۔ اور اس سے میری جرمن قوم کے ساتھ دلی وابستگی کا پتہ چلتا ہے کیونکہ یہ وہ قوم ہے جس نے ہمارے نوجوانوں کے ساتھ احسان کا سلوک کیا ہے۔''

یہ پگڑی میرے اللہ نے پہنائی ہے

ایک بہت ہی چھوٹے بچے نے حضور انور سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ پگڑی کیوں پہنی ہے؟ آپ نے اس بچے سے (جو کہ ٹوپی پہنے ہوا تھا) پوچھا آپ نے یہ ٹوپی کیوں پہن رکھی ہے؟ اس بچے نے جواب دیا مجھے یہ ٹوپی میرے ابو نے پہنائی ہے اس پر حضور نے برجستہ فرمایا۔ مجھے یہ پگڑی میرے اللہ نے پہنائی ہے

اسلامی نام

اسلامی نام رکھنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اور اسلامی نام عالمی نام ہیں ۔ ہر جرمن نام اسلامی ہے جب تک کہ اس میں شرک یا بت پرستی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ صرف مشرکانہ نام اسلام میں منع ہیں۔

اسکول کے ساتھ سیر

اطفال الاحمدیہ کے ساتھ ایک سوال وجواب کی مجلس میں ایک طفل نے سوال کیا؛ ہمارے اسکول میں ہر سال پوری کلاس سیر کے لیئے جاتی ہے ،کیا ہم اس میں جا سکتے ہیں۔

حضور انور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا؛ کہ اس میں احمدی بچوں کے لیئے صرف ایک خطرہ ہوگا کہ وہ بچوں کو غیر اسلامی ماحول میں چلائیں۔ تو بعض دفعہ ان کی گندی روایات بھی بیچ میں شامل ہو جاتی ہیں۔ اس لیئے میں احتیاط کا کہا کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں ایک اسکول میں کئی احمدی بچے ہوں تو ان کا حفاظتی پروگرام یہ ہے کہ وہ سارے اکھٹے رہیں اور اس کے نتیجے میں انہیں خدا کے فضل سے غیروں سے دفاع کا ایک ذریعہ مل جاتا ہے۔

کیا ہم سوئمنگ پول جاسکتے ہیں

ایک بچے نے دریافت کیا کہ کیا ہم سوئمنگ پول جا سکتے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ تیرنے کے وقت اسلامی ذمہ داریاں سامنے رکھیں تو ٹھیک ہے مگر کوئی مسلمان ننگے بدن تیر نہیں سکتا۔ اگر کسی جگہ سکول میں لازم ہو کہ آپ نے ننگے بدن تیرنا ہے تو آپ ہرگز وہاں نہ جائیں۔

زندگی وقف

ایک اور طفل نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی وقف کی ہے حضور کوئی کام بتائیں؟

حضور نے فرمایا کام تو واقفین زندگی کیلئے بے شمار بتا چکا ہوں۔ دراصل غور سے میرے خطبات وخطابات کو سنا کریں۔ ان میں ایک واقف زندگی کیلئے تمام لائحہ عمل موجود ہے۔ احمدیت کا خادم بننا ہے یہ خلاصہ ہے۔ جس طرح بھی بہترین خدمت دین اسلام واحمدیت کی ہو سکے تو کرنے کیلئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

خلفاء راشدین

سوال ۔ آنحضرت ﷺ کے خلفاء کو خلفائے راشدین کیوں کہتے ہیں۔

حضور نے جواب میں فرمایا ؛ اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ کے فضل سے صحیح راستے پر قائم تھے۔ پہلے چار خلفاء کے متعلق ہم قطعیت سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کا وہی رستہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا، جو قرآن کے عین مطابق تھا۔

داڑھی کیوں رکھتے ہیں

اس سوال کے جواب میں کہ داڑھی کیوں رکھتے ہیں؟

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ داڑھی رکھنا سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سنت جاری فرمائی اور یہ سنت پہلے انبیاء میں بھی تھی اور اللہ نے مرد اور عورت میں ایک فرق بھی رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو داڑھی دی اور عورت کو نہیں دی۔ عورت کے داڑھی ہو تو وہ شرم محسوس کرتی ہے مرد کے داڑھی ہو تو اسے اس بات کو اپنے لئے عزت متصور کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ آجکل مغرب میں بھی داڑھی کا رواج عام ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انشاءاللہ داڑھی کا رواج احمدیت کی ترقی کے ساتھ ساتھ اور بھی عام ہوتا چلا جائیگا۔

جنگیں

سوال تھا کہ خدا تعالیٰ دنیا میں جنگیں کیوں ہونے دیتا ہے حضور نے فرمایا جو اللہ کی بات نہیں مانیں گے تو ضرور لڑیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ ماں باپ بچوں کو کہتے ہیں کہ نہ لڑو اور اچھے بچو بنو۔ اگر وہ کہنا نہ مانیں تو اسکی ذمہ داری ان پر تو نہیں آتی۔ دنیا میں اکثر لوگ خدا کی بات نہیں مانتے تو پھر وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔

اسلام میں تشدد پسند

سوال یہ تھا کہ اسلام میں بہت سے تشدد پسند (Militant) گروپ کیوں ہیں؟

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسلام میں کوئی Militant گروپ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اسلام، بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے صحابہ اور قرآن کریم سے شروع ہوا اور قرآن سے ہم کسی جنگجوئی (Militancy) کا کوئی رجحان نہیں پاتے۔ اس مذہب کو اسلام کا نام دیا گیا جس کا مطلب ہی امن اور Submission ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ تمام لوگوں کے ساتھ امن کے ساتھ رہنا اور خدا کے ساتھ امن میں ہونا۔ یعنی اس کی مرضی کے تابع رہنا اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنا کیونکہ اسی صورت میں حقیقی امن ممکن ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تشدد پسندی کا رجحان رکھنے والے دراصل اسلام کے دشمن ہیں اور وہ اسلام کے اور دشمنوں سے بھی زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔

دنیا میں بہت سے مذاہب کیوں ہیں

حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سوال بکثرت پوچھا جاتا ہے اور یہ ایک عالمی سوال ہے کہ اگر خدا ایک ہے تو اس نے بہت سے مختلف مذاہب کیوں پیدا کئے۔ حضور نے فرمایا کہ یقیناً مذہب کے بارہ میں لوگوں کی تفہیم درست نہیں ہے۔ میں نے ایک کتاب لکھی ہے Revelation, Rationality, Knowledge & Truth اس میں تفصیل سے اس بات پر بحث کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمؑ سے لے کر محمد ﷺ تک تمام مذاہب خدا کی توحید اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی تعلیم پر مشتمل ہیں۔ مذہب کے آغاز میں کوئی تفریق نہیں۔ لوگ بعد میں نئے نئے رجحانات پیدا کر کے نئے مذہب یا فرقے پیدا کرتے ہیں۔ میرے نزدیک صرف ایک ہی مذہب ہے جو آدم کی تخلیق سے لے کر جاری ہے اور وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان پورے دل و جان سے اپنے خالق کے حضور سر تسلیم خم کرے۔

قیام امن اور جماعت احمدیہ

دنیا میں قیام امن کیلئے جماعت احمدیہ کے کردار کے متعلق ایک سوال پر حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم ایک عالمی مذہب (یعنی اسلام) کے ذریعہ عالمی امن کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔ تمام مذاہب بنیاد میں ایک ہی تھے اس لئے ہم تمام مذہب کے متبعین کو اس مرکزی نقطہ کی طرف لانے کی کوشش کر رہے ہیں جو انہیں خدائے واحد تک لے جانے والا ہو۔

روحانی فتوحات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر:

''اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے

میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار''

کی تشریح دریافت کی گئی تو اس کے جواب میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ روحانی فتوحات ہونے کا وعدہ ہے اور یہ وعدہ ہے کہ سب دنیا میں داؤد کی حکومت قائم ہوگی اسی لئے یہود ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ باوجودیکہ حضرت داؤد کو نبی نہیں کہتے پھر بھی ان کی مسلسل ساری دنیا میں یہ کوشش جاری ہے کہ ہم جو داؤدؑ کے نمائندہ ہیں ہماری سب دنیا میں حکومت ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر ان کی امیدوں پر پانی پھیر رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو داؤدؑ کا نمونہ بنایا ہے۔ پس اگر کُل عالم پر کوئی حکومت قائم ہوگی تو جماعت احمدیہ کی ہوگی۔

سائنس میں نئی نئی ایجادیں

ایک سوال یہ کیا گیا کہ سائنس نئی نئی ایجادیں کر رہی ہے کیا ان کا کوئی کنارہ بھی ہے؟۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایجادات کو کوئی کنارہ نہیں ہوتا اور جتنی زیادہ ایجادات ہوں اتنی تیزی سے مزید ایجادات ہوتی ہیں کیونکہ سارے سائنسی میدان ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ایجادات اتنی تیزی سے ہوتی ہیں کہ انسان کا دماغ چکرا جاتا ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں جو راز پنہاں ہیں ان کا کوئی کنارہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لامتناہی ہے۔ حضور نے بتایا کہ ان ایجادات سے یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ گویا انسان نے سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ راز پہلے ہی سے تخلیق میں موجود نہ ہوں تو انسان انہیں حاصل کر ہی نہیں سکتا۔

(بحوالہ www.alislam.org/Urdu Library/68/page4)

نظام خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک ارشاد

شہد کی مکھی کا جو تعلق نظام خلافت سے ہے اس کے متعلق میں نے ایک دفعہ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایک حکم ماننا، ایک مرکزی چیز کا حکم ماننا، اور اسی سے سارا نظام وابستہ ہے۔ شہد کی مکھی میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ ایک حکم کے تابع تمام کالونی، اسی ہزار یا اس سے زائد مکھیاں اس کی اطاعت کر رہی ہوتی ہیں۔ اور شہد کی مکھی اکیلی زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس کے لئے چھتہ ہونا لازمی ہے۔ تو مومن بھی اگر اس الٰہی نظام سے وابستہ ہو کر ایک جان نہ بن جائے تو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ وہ اکیلا کبھی روحانی لحاظ سے زندہ نہیں رہ سکے گا۔ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۱۲ تا ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی ردائے خلافت کی پیش خبریاں

مکرم انور کاہلوں صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کے والد صاحب نے آپ کو بتایا ''حضرت اُمّ طاہرؓ اور تمہاری والدہ دونوں بہت گہری سہیلیاں تھیں۔ ایک سہ پہر کا ذکر ہے جب تمہاری والدہ اپنی سہیلی کو ملنے گئیں، صاحبزادہ طاہر احمد اس وقت تقریباً تین سال کے تھے۔ اچانک حضرت اُمِّ طاہر کمرے سے باہر نکلیں جلد ہی اپنے شوہر نامدار خلیفہ ثانیؓ کی دستار لے کر واپس لوٹیں اور اسے ننھے طاہر کے سر پر باندھ دیا اور بولیں ''طاہر ایک دن خلیفہ بنے گا''۔ دراصل اسی صبح حضرت اُمّ طاہر کو حضرت مصلح موعودؓ کے ایک الہام کا علم ہوا تھا۔ اُمّ طاہر سے مخاطب ہو کر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا ''مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ طاہر ایک دن خلیفہ بنے گا'' (کتاب ''ایک مردِ خدا'' سے مخلّص، ص ۲۰۸)

مکرمہ امتہ الرشید صاحبہ نے قریباً ۱۹۴۰ء میں نہایت صاف آواز سنی کہ ''خلیفۃ المسیح حضرت میاں طاہر احمد صاحب ہوں گے''۔ آپ نے یہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں تحریر کی تو حضورؓ نے تحریر فرمایا کہ خلیفہ کی زندگی میں ایسے رؤیا و کشوف صیغہ راز میں رہنے چاہئیں اور تشہیر نہیں کرنی چاہئے۔

اسی طرح مکرم ثاقب زیروی صاحب نے خلافت رابعہ کے انتخاب سے ایک روز قبل رات کے نوافل کے دوران آواز سنی ''ابن مریم آ رہا ہے'' (حضورؒ کی والدہ کا نام مریم تھا)۔

پھر مکرم ضیاء الدین حمید صاحب کا قریباً ۱۹۷۹ء کا کشف ہے کہ انہیں بتایا گیا کہ چوتھے خلیفہ کے والد نہیں ہوں گے، بھائی نہیں ہوگا، اور نہ ہی کوئی بیٹا ہوگا۔ پھر القاء ہوا یہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ہیں۔

اسی طرح مکرم عبدالباری صاحب اور مکرم خوارج احمد صاحب نے ایک ہی جیسا خواب دیکھا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی پگڑی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو پہنا دی (۳) روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷ دسمبر ۲۰۰۳ء۔

لامذہب سیاست کے بالمقابل قرآن کے تین اصول

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

قدیم سے لامذہب سیاست کے تین اصول رہے ہیں جو مشرق اور مغرب میں برابر اور مشترک ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے یہ مغربی سیاست کے اصول ہیں یا مشرقی سیاست کے اصول ہیں۔ کل کے ہیں یا آج کے، ہمیشہ سے یہی اصول چلے آ رہے ہیں۔ یعنی سیاست اگر لامذہب اور بے دین ہو تو **پہلا اصول** یہ ہے کہ قوم، وطن یا گروہ کا مفاد جب بھی عدل کے مفاد سے ٹکرائے تو قوم، گروہ اور وطن کے مفاد کو عدل کے مفاد پر لازماً ترجیح دو اور فوقیت دو خواہ عدل کو اس کے نتیجہ میں پارہ پارہ کرنا پڑے۔

قرآن کریم کا اصول سیاست اس سے بالکل مختلف ہے اور برعکس ہے جو یہ ہے۔ (ترجمہ) کہ اے مسلمانو! تمھاری سیاست اور طرح کی سیاست ہے۔ یہ الٰہی فرمان کے تابع سیاست ہے اور اس کا بنیادی اٹل اصول یہ ہے کہ کسی قوم کی شدید دشمنی بھی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اس سے ناانصافی کا سلوک کرو۔ ہمیشہ عدل پر قائم رہو کیونکہ عدل تقویٰ کے قریب تر ہے۔ (المائدہ:۹)

دوسرا اصول سیاست یعنی بے دین سیاست کا اصول یہ ہے کہ اگر طاقت ہو تو مفادات کو طاقت کے زور سے ضرور حاصل کرو۔ کیونکہ ''Might is right'' طاقت ہی صداقت ہے۔ اور اس کے سوا دنیا میں صداقت کی اور کوئی تعریف نہیں۔ قرآن کریم اس کے برعکس ایک مختلف اصول پیش فرماتا ہے جو یہ ہے۔

(ترجمہ) یعنی وہی ہلاک کیا جائے جس کی ہلاکت پر کھلی کھلی صداقت گواہ ہو اور وہی زندہ رکھا جائے جس کے حق میں کھلی کھلی صداقت گواہی دے۔ (الانفال:۴۳)

پس اسلام کا اصول ''Might is right'' کے بالکل برعکس ''Right is might'' بنتا ہے۔

تیسرا اصول جو لادینی سیاست کا بنیادی حصہ ہے وہ یہ ہے کہ مقصد کے حصول کے لیئے بے دریغ جھوٹا پروپیگنڈا کرو۔ یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ جتنا زیادہ فریب اور ملمع کاری سے کام لیا جائے اتنا ہی زیادہ بہتر اور قوم کے مفاد میں ہے۔ پس دشمن کو صرف میدان جنگ میں شکست نہ دو بلکہ جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعہ اس کو نظریات اور اصولوں کی دنیا میں بھی شکست خوردہ بنا کے دکھاؤ۔

ازل سے جب سے سیاست کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے یہی تینوں اصول ہمیشہ ہر جگہ کارفرما دکھائی دیں گے سوائے ان استثنائی ادوار کے جب سیاست بعض شرفاء کے ہاتھ میں چلی گئی ہو۔ جو دینی اور اخلاقی اقدار کی قدر کرتے ہوں یا جب مذہب کی دنیا میں خدا تعالیٰ نے دنیاوی طاقت بھی عطا کر دی ہو۔

قرآن کریم اس اصول کے بالکل برعکس ایسا اصول پیش فرماتا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (حج:۳۱)

پھر دوسری جگہ فرمایا: وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (انعام:۱۵۳)

کہ لفظوں کی لڑائی میں بھی، لفظوں کے جہاد میں بھی تمھیں سچّائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ سچّائی کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا اور جھوٹ کو باقی کالم تین کے آخر پر

بقیہ کالم ۴ قبول کرنا یہ شرک کی طرح ناپاک اور نجس ہے۔ فرمایا ''وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا۔ بات بھی کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔ خواہ تمھاری بات کا نقصان تمھارے قریبی کو پہنچتا ہو اس کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ (خلیج کا بحران اور نظامِ جہانِ نو صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱)

Vol. 16 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 5

,Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, , Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:032121357349, Email: akhbar3@yahoo.com

خلیج کا بحران اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تجاویز و نصائح

1990 کی خلیج جنگ کی طرح آج کل پھر دنیا کی توجہ خلیج کی بد امنی اور جنگ کی طرف مبذول ہے۔عالم اسلام کن مشکلات سے گزر رہا ہے،اس کا نتیجہ کیا ہو گا ،اس کے اثرات کہاں تک جا سکتے ہیں۔یہ وہ موضوعات ہیں جو دنیا بھر میں گردش کر رہے ہیں۔

اُس وقت امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1990 تا 1991ء تک اپنے خطبات جمعہ میں ان مسائل کا تاریخی جائزہ ،اس کے نتیجہ میں آئندہ ہونے والے تغیرات،حقیقی امن کے قیام کے لیئے اقوام عالم ،خاص کر عالم اسلام کو نصائح فرمائیں ۔یہ خطبات کتابی شکل میں ’’خلیج کا بحران اور نظامِ جہانِ نَو‘‘کے نام سے شائع شدہ ہیں اوریاد دھانی کی خاطر آج کل خاص طور پر دوبارہ پڑھنے کے لائق ہیں ۔

ادارہ اس میں سے کچھ اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

اتحادی طاقتوں کو مشورہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ حملہ آور طاقتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں اتحادی فوجوں کو بھی یہ مشورہ دیتا ہوں اور اتحادی ملکوں کے سربراہوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر آپ کو بنی نوع انسان کی بھلائی مقصود ہے اگر واقعی آپ دائمی امن چاہتے ہیں تو آپ کی سیاست کے اصول تو بار بار پیٹے جا چکے ہیں اور پٹ چکے ہیں اور کبھی بھی دنیا میں امن قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔اس لیئے خدا کے لیئے اب تو عبرت حاصل کرو اور اسلام کے سیاست کے ان اصولوں کو اپناؤ جو تقویٰ کے ساتھ وابستگی رکھتے ہیں، جن کی جڑیں تقویٰ میں ہیں، جو تقویٰ کے پانی سے پلتے ہیں اور تقویٰ کی طاقت سے نشو نما پاتے ہیں۔اگر اسلام کے ان تین اصولوں کو اپنا لو جن کا میں ذکر کر چکا ہوں تو یہی ایک ذریعہ ہے کہ جس سے دنیا کو دائمی امن کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔اگر ایسا نہ کرو گے تو جبر و استبداد کی طاقتیں خواہ مغربی ہوں یا مشرقی ، ناگا ساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرانے والا امریکہ ہو یا انڈونیشیا میں بربریت کی نئی حیرت انگیز مثالیں اور نہایت دردناک مثالیں قائم کرنے والا جاپان ہو، میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی نیتیں وہی رہیں جو ہمیشہ سے سیاستدان کی نیتیں چلی آئی ہیں اور اخلاق کی بجائے خود غرضی پر ان کی بناء ہوئی تو کبھی دنیا کو امن عطا نہیں کر سکتے دنیا کی طاقتور قوموں کے لیئے ضروری ہے کہ پہلے اپنی نیتوں کے جنگلوں میں چھپے ہوئے بھیڑیوں کو ہلاک کریں۔اگر ایسا نہیں کریں گے تو صدام کی ایلائیٹ فورس کو تباہ کرنے سے دنیا میں امن کی ضمانت نہیں ہوسکتی۔تمام عراق کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں تب بھی دنیا میں امن کی کوئی ضمانت نہیں ہوسکتی۔انسان کو ہلاک کرنے کے لیئے اس کی نیتوں میں بھیڑیئے چھپے ہوئے ہیں ۔ جب تک نیتوں میں پوشیدہ بھیڑیوں کو انسان ہلاک نہیں کرتا اور عدل پر قائم ہونے کا عہد نہیں کرتا اس وقت تک دنیا کو ہرگز امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ (خلیج کا بحران اور نظامِ جہانِ نَو،صفحہ 297,296)

مسلمان ممالک اسلام کا نظام عدل رائج کریں

مسلمان ممالک کو نصائح کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

جب تک قرآن کا پیش کردہ نظام عدل اسلامی دنیا خود قبول نہ کرے اور اپنے اپنے ملکوں میں اسلام کا نظام عدل جاری کر کے نہ دکھائے اور اپنے نظریات کو عادلانہ نہ بنائے، اس وقت تک وہ دنیا کو کیسے اسلام کے عدل کی طرف بلاسکتی ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ جب تک عالم اسلام خود عدل پر قائم نہیں ہوتا یعنی قرآن کے تصور عدل پر قائم نہیں ہوتا، نہ عالم اسلام دنیا کو عدل عطا کر سکتا ہے نہ دنیا سے عدل کی توقع رکھ سکتا ہے۔اس ضمن میں ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام میں نہایت ہی خوفناک ایسی باتیں رائج ہیں جو اسلام کے ساتھ بے وفائی کا حکم رکھتی ہیں اور بجائے اس کے کہ اسلام کی عادلانہ تعلیم کو سمجھیں اور قبول کریں، اسلام کو دنیا کے سامنے ایک ایسے مذہب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جس کا عدل کے ساتھ کوئی دور دور کا بھی تعلق نہیں۔ اس میں سب سے بڑا قصور ملاں اور سیاستدان کا ہے۔ان دونوں کے گٹھ جوڑ کے نتیجے میں اسلام کے نظام عدل کو تباہ کیا جا رہا ہے ۔ تین ایسے نظریات اسلام کی طرف منسوب کر کے پیش کئے جا رہے ہیں کہ جن کے نتیجے میں بیرونی دنیا میں اسلام کی تصویر ظالمانہ طور پر مسخ ہو کر پیش ہو رہی ہے اور ہر اسلامی ملک سے بھی امن اٹھتا چلا جا رہا ہے۔

پہلا نظریہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ تلوار کا استعمال نظریات کی تشہیر میں نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے اور تلوار کے زور سے نظریات کو تبدیل کر دینے کا نام اسلامی جہاد ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حق صرف مسلمانوں کو ہے۔عیسائیوں یا یہود یا ہندوؤں یا بدھوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کے نظریئے کو بزور تبدیل کریں لیکن خدا نے یہ حق سارے کا سارا مسلمانوں کے سپرد کر رکھا ہے ۔ کیسا غیر عادلانہ ، کیسا جاہلانہ تصور ہے لیکن اسے اسلام کے نام پر ساری دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔

پھر دوسرا جزو اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو کسی کا حق نہیں کہ اسے موت کی سزا دے۔ تمام دنیا میں جہاں کوئی چاہے اپنے دین کو چھوڑ چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوتا رہے، دنیا کے کسی مذہب کے ماننے والوں کو حق نہیں کہ اسے موت کی سزا دیں لیکن اگر کوئی مسلمان دوسرا مذہب اختیار کر لے تو دنیا کے ہر مسلمان کا حق ہے کہ اس کی گردن اڑا دے۔ یہ اسلام کا دوسرا ’’منصفانہ‘‘ اصول ہے جو اسلام کے علمبردار خدا اور قرآن کے نام پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ شریعت اسلامیہ کو زبردستی ان شہریوں پر بھی نافذ کریں جو اسلام پر ایمان نہیں لاتے لیکن دوسرے مذاہب کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی اپنی شریعت مسلمانوں پر نافذ کریں....

پس یہ تیسرا تصور عدل ہے ۔ یہ صرف تین مثالیں ہیں لیکن حقیقت میں آپ مزید جائزہ لیں تو بہت سے اور امور بھی ایسے ہیں جن میں آج کے مولوی کا پیش کردہ تصور اسلام ،قرآن کریم کے واضح اور بین اصول عدل سے متصادم ہے۔ (ایضاً صفحہ نمبر 297)

عالم اسلام کو نصیحت

ہماری تو ایک درویشانہ اپیل ہے، ایک غریبانہ نصیحت ہے ۔اگر کوئی دل اسے سنے اور سمجھے اور قبول کرے تو اس کا اس میں فائدہ ہے کیونکہ یہ قرآنی تعلیم ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔ میں تمام عالم اسلام کو بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ ان عاجزانہ اور غریبانہ نصیحتوں پر عمل کریں گے تو بلا شبہ کامیاب و کامران ہونگے اور دنیا میں بھی سرفراز ہونگے اور آخرت میں بھی سرفراز ہوں گے۔ لیکن اگر انہوں نے اپنے عارضی مفادات کی غلامی میں اسلام کے مفادات کو پرے پھینک دیا اور اسلامی تعلیم کی پرواہ نہ کی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کو دنیا اور خدا کے غضب سے بچا نہیں سکے گی ۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور ہمارے دل کو فرحت نصیب فرمائے اور ہماری تمام بے قراریاں اور کروب دور فرمائے۔ (ایضاً صفحہ نمبر۳)

عالم اسلام کے لیئے دعا کی تحریک

فرمایا: ۔اس رمضان میں خصوصیت سے عالم اسلام کے لیئے دعا کی ضرورت ہے۔ بہت سے امور میں گزشتہ خطبات میں آپ کے سامنے کھول کر رکھ چکا ہوں۔ بہت سے ایسے خطرات ہیں جو مجھے دکھائی دے رہے ہیں لیکن ان کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں تھا بلکہ بعض کا تو میں ذکر بھی نہیں کر سکا لیکن بعض اشاروں میں ان کے متعلق باتیں ہو چکی ہیں۔ چونکہ میں اب اس مضمون کو ختم کر چکا ہوں اس لیئے دوبارہ اس مضمون کو چھیڑنا نہیں چاہتا لیکن یہ میں آپ کو مختصراً بتا دیتا ہوں کہ آئندہ چند ماہ کے اندر مسلمانوں کے متعلق ہی نہیں بلکہ دنیا کی تقدیر کے متعلق بعض ایسے خوفناک فیصلے بھی ہو سکتے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ساری صدی دکھوں سے چور ہو جائے گی اور نہایت ہی دردناک زمانے کا منہ انسان دیکھے گا اور کچھ ایسے فیصلے بھی ہو سکتے ہیں جن کے نتیجہ میں شیطان کی اجتماعی قوت کے ساتھ جو آخری بھرپور حملہ ہونے والا ہے اس کا دفاع کرنے کی انسان کو توفیق مل جائے اور خصوصیت سے مسلمانوں کو۔ کیونکہ اگر مسلمانوں نے اس کا دفاع کر لیا تو تمام بنی نو انسان مسلمانوں کے دفاع کے پیچھے حفاظت میں آ جائیں گے اور مسلمانوں کے دفاع کے لیئے سب سے بڑی ذمہ داری احمدیوں پر عائد ہوتی ہے اور یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں اس کی بناء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آخری دور میں جب بلائیں اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں گی اس وقت مسیح موعودؑ کی دُعائیں ہی ہیں جو اسلام کے دشمنوں سے اسلام کو اور دنیا کو بچائیں گی۔ (ایضاً صفحہ ۳۵۵)

جماعت کو ایک نصیحت

پس آج دنیا خواہ مشرق کی ہو یا مغرب کی ہو، عقل کل سے عاری ہے کیونکہ تقویٰ سے عاری ہے اور تقویٰ کی دولت کے امین اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت، اے مسیح محمدی کی جماعت ،تمہیں بنایا گیا ہے۔ پس اس امانت کا حق ادا کرو اور جب تک تم اس امانت کے امین بنے رہو گے خدا تمہیں ہمیشہ غلبہ عطا کرے گا اور ناممکن کو تم ممکنات بنا کر دکھاتے چلے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (خلیج کا بحران اور نظامِ جہانِ نَو،صفحہ نمبر 47)